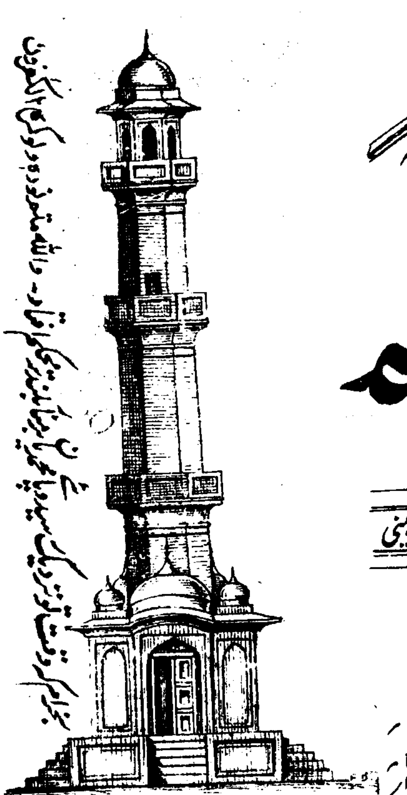


رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

چہ گویم باتو گر آئی چہا در قادیان بینی	دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ۳ (۲) خواص و معاونین سے ۵ (۳) ہندوستان سے باہر ۶
(۴) غیر مذاہب والون سے ۱۲ (۵) اپنی جماعت غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگون سے ۲ ۱۲

فہرست مضامین

درخواست نماز جنازہ

مکرمی چودہری مولا بخش صاحب احمدی سیالکوٹی سے مندرجہ ذیل دردناک خبر بھیجکر نماز جنازہ غایب کی درخواست کرتے ہین ہر جگہ کی احمدی جماعت مرحوم کیلئے جنازہ پڑہ دین۔

اخویم شیخ یعقوب علی صاحب سلمہ اللہ تعالے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مین آپکو ایک سخت صدمہ جانکاہ کی اطلاع دیتا ہون - کہ موضع چونڈہ تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ کی احمدی جماعت کا سرتاج سلسلہ احمدیہ کا عملی نمونہ غریب احمدی بہائیون کا باپ سے زیادہ ہمدرد صلح کل - شکل وشباہت مین شاہزادہ دل کا حلیم چودہری غلام حسین خلف الرشید چودہری امین بخش ذیلدار متوفی مورخہ ۱۰ - جون بوقت ۱۱ بجے رات بعارضہ تپ محرقہ اس جہان سے کوچ کر گیا ہے - انا للہ وانا الیہ راجعون - اسکی نماز جنازہ ...

نمبر ۲۱	قادیان دارالامان مورخہ ۱۷ - جون ۱۹۰۵ء مطابق ۱۲ - ربیع الثانی ۱۳۲۳ھ	جلد ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم ——— نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

پیام شوق بجناب رسالت مآب حضرت خاتم انبیاء سیّد الاصفیاء فداہ ابی وامی صلعم

از خاکسار ابو یوسف محمد مبارک علی احمدی سیالکوٹی

اے صبا جا کر کے کہنا اُس حبیب پاک سے
کوئی بہی تجہہ سا نظر آتا نہین صاحب جمال
دعوئ ہمتائ جاناں ہو بہلا کسکی مجال
صدمۂ فرقت سے ہون مضطر پریشان غم سے
پنجہ زن ہون تیرے دامانِ محبت سے حبیب
اب مدینہ مین بلا لو ہند سے مجہکو شتاب
ظالمون کے ہاتہہ سے آقا مرے لاچار ہون
مین بیان کس سے کرون کیفیت سوز و گداز
ہے مری حالت سے واقف خالق کون ومکان
ہے مجہے شاہا ترے روئے منور کی قسم
تو نے دکہلایا بہ روزی طور سے اپنا جمال
جسنے پہچانا تجہے وہ بچگیا آفات سے
ہے حیات جاودان مربوط تیرے نام سے
مرغ دل ممکن نہین صید حوادث ہو کبہی
چاک ہے فرقت سے دل چاک گریبان کیطرح

دہو رہا ہون شیشۂ دل دیدۂ نمناک سے
چشم پرنم سرمہ سا ہے تیرے در کی خاک سے
کس کو تاب ہمسری ہے سیدِ لولاک سے
جان بلب آلودہ دامان ہون خس و خاشاک سے
خون پینہ مین ..... مہدی دوران کی ہرسفاک سے
تنگ جان آئی ہے میری امت بیباک سے
رحم کر مجہپر چہوڑا اس دردِ وحشت ناک سے
کون ہے واقف مری اس حالت غمناک سے
تو شفیع عاصیان ہے اوس جناب پاک سے
تیری ہی الفت امان ہے گردش افلاک سے
قادیان ہے جلوہ گر اب تیرے روئے پاک سے
ورنہ ممکن ہی نہین بچنا اُسے اہلاک سے
کنہ بالاتر ہے تیری فہم اور ادراک سے
دست قدرت نے اُسے باندہا ترے فتراک سے
مرہم رحمت تری ہے چارہ گر اس چاک سے

ہین مبارک وہ - ہوئے جو تیرے مظہر کے غلام
ہے غلامی بہتر اونکو دولت و املاک سے

دارالامان کا ہفتہ

۱ - اعلےٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت الحمد للہ بہت اچہی ہے حضرت ام المومنین کی طبیعت بہی روبصحت ہے - بزرگان ملت خدا کے فضل وکرم سے اچہے ہین ۱۵ - جون ۱۹۰۵ء کو حضرت حکیم الامۃ کی طبیعت ناساز ہوگئی اسہال آئے جسکی وجہ سے ضعف ہوگیا بعد ظہر مجہے عیادت کیلئے جانیکا موقعہ ملا + فرمایا

مین موت سے ہرگز نہین گہبراتا - ایک لطیف مضمون شروع کیا تہا - جب ضعف زیادہ ہوا تو مجہے خیال آیا کہ یہ مضمون ناتمام رہا + مین کل پڑہا رہا تہا کہ یکدم ضعف کا غلبہ ہوگیا اور غش آگئی - ورنہ وہ ایسا لطیف موقع اور مضمون تہا کہ مین بہت کچہہ اسپر بیان کرنا چاہتا تہا فرمایا مینے ایک وصیت اس تکلیف کی حالت کو دیکہہ کر لکہی ہے عربی مین ہے جی چاہتا ہے کہ اسے شایع کر دو - ترجمہ کر دیا جاوے - فرمایا میرے دل کو بڑا اطمینان رہتا ہے قرآن شریف میری غذا ہے مینے اسے اپنی والدہ ماجدہ سے جنہون نے ۸۵ برس کی عمر تک قرآن شریف پڑہایا اور جو محب قرآن تہین پڑہا ہے میرے والد صاحب کی ایک بڑی زبردست آرزو تہی وہ چاہتے تہے کہ اعلےٰ درجہ کا قاری رکہہ کر اس سے مجہے قرآن پڑہائین - اور یون تو مین انکی زندگی مین ہی قرآن شریف پڑہاتا اور حدیث کا درس دیتا وہ خود میرے درس قرآن کو سنتے تہے - "

یہہ چند باتین ہین جو حضرت حکیم الامۃ نے اسوقت کین ناظرین اندازہ کر سکتے ہین کہ کیسا نفس مطمئنہ ہے بیماری کی شکایت تکلیف اور کسی قسم کی گہبراہٹ یا اضطراب قطعًا ظاہر نہین کیا اگر کوئی بات کی ہے تو وہ جو آپ کے قرآن کریم کے ساتہہ خاص محبت اور الفت کو ظاہر کرتی ہے -

ایک اور بات مجہے دیکہنے کا موقع ملا - دوائی کہانیکے لئے پانی کی ضرورت تہی - ایک خادم نے صحن مین جا کر گہر مین کہا کہ مولویصاحب نے دوا کہانی ہے جلد پانی دو - فرمایا "جلد مت کہو" اللہ! اللہ کیسے اعلےٰ درجہ کے اخلاق ہین یہ بہی فرمایا دوائی خدا نہین مین اسلئے کہاتا ہون کہ سنت ہے بہرحال آپکو اسہال کیوجہ سے ضعف کی شکایت تہی - طبیعت الحمد للہ روبصحت ہے -

۲ - میرے مکرم مخدوم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب آگرہ سے سید محمد شاہ صاحب ماچہی واڑہ سے - حاجی شہزادہ عبد المجید صاحب اور ماسٹر عبد الرزاق صاحب اسسٹنٹ سٹیشن ماسٹر لودہانہ سے اور ہوشیار پور اور بعض دیگر مقامات سے اکثر احباب شرف زیارت کیلئے حاضر ہوئے -

۳ - موسمی حالت بدستور ہے - گردوباد کے طوفان آتے ہین ۱۴ - جون کی شب کو باغ مین موضع نیل کے چور پڑے جن مین سے ایک پکڑا گیا -

تازہ الہامات

۲۰ - جون ۱۹۰۵ء کو قبل ظہر بیان کیا کہ دو تین دن ہوئے الہام ہوا تہا - مصر صحت

۱۳ - جون ۱۹۰۵ء - آج صبح کیوقت مینے رویا مین پانچ سطرین

بے شرع وجودیوں کی حقیقت

موضع تیماپور کے قریب۔ قصبہ گوگی میں وجودیوں کی ایک ٹولی ہے۔ اتفاقاً قصبہ مذکور میں ہمارے ایک احمدی بھائی مسمی محمد خواجہ صاحب کا جانا ہوا وہ وجودیوں کی سمع کی مجلس میں شریک ہوئے۔ ۱۲ بجے رات تک غزلیات پڑہی گئیں۔ احمدی بھائی نے انکی مجلس کی کیفیت خاکسار کے روبرو یوں بیان کی کہ اوس مجلس میں دلکو ایک سرور اور مزا حاصل ہوا۔ اور کل اہل مجلس توحید کے سرور میں مست پایا اون کی توحید بہت اچہی معلوم ہوتی ہے مگر اونکو نماز روزہ سے محبت نہیں ہے وہ کہتے ہیں جبتک انسان کو حضور قلب حاصل نہ ہو نری ٹکریں مارنے اور بھوکے مرنے سے فائدہ ہی کیا ہے۔ چنانچہ اوس مجلس میں ایک غزل یہ بہی پڑہی گئی جسکے دو شعر اسوقت مجھے یاد ہیں وہ یہ ہیں ؎

اگر ہے شوق ملنے کا سمجھہ کے رمز پاتا جا
جلا دے خودنمائی کو بھسم کا رنگ لاتا جا

نہ جا مسجد نہ جا کعبہ نہ رکھہ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کے توڑ کوزہ کو شراب شوق پیتا جا

اور اپنی تائید میں لا صلوۃ الا بحضور قلب سناتے ہیں اور اکثر مضامین کتاب کیمیا سعادت [illegible] دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ

خاکسار نے اون کے جواب میں کہا کہ وہ لوگ توحید کو جانتے ہیں مگر خداوندکریم کی اون کے دل میں قدر نہیں ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی اون کو کامل محبت حاصل نہیں شرع شریف کے احکام کو ایک کہیل سمجھتے ہیں تقوے اونمیں نام کو نہیں ہوتا۔ غیر اللہ وغیرہ کہاتے ہیں بلکہ بعض مسکرات بہی جایز رکہتے ہیں تو احمدی بھائی نے کہا کہ وہ کہتے ہیں غیر اللہ ہے کہاں۔ جبتک انسان غیر کا اور خودی کا پردہ نہ اوٹھائے ہزار نماز پڑہے تو کیا ہوا۔ اسکو خدا کا دیدار حاصل نہیں ہوتا وہ یہاں بہی اندہا ہے اور وہاں بہی اندہا رہے گا ایک ساعت کی فکر ہزار برس کی عبادت سے بڑہکر ہے۔ ہم لوگ دل کے ساتھہ باطنی نماز پڑہتے ہیں۔ ؎

ظاہر کی خوب نہیں فرزانگی
خوب ہے اوس راہ کی دیوانگی

اور قرآن شریف کی کئی ایک آیت بہی پڑہکر سنائی اور مجھے بہی اپنے مرشد سے بیعت کرنے کی ترغیب دی میں سچ کہتا ہوں انکی مجلس میں میرے دل کو ایک مزا آیا۔ اسلئے انکا طریقہ بہی مجھے ٹھیک معلوم ہوتا ہے خاکسار نے کہا پہلے انسان کو اللہ کا ولی ہونیکے لئے کامل مرشد کی تلاش چاہئے۔ کامل مرشد کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے مکالمات کا دروازہ کہولے اور اکثر دعائیں اوسکی قبول ہوں۔ مکالمات کا دروازہ کہلنے کی یہ نشانی ہے کہ اوسکی پیشگوئیاں پوری ہوں کیونکہ علم غیب سوائے خداوندتعالےٰ کے اور کوئی نہیں جانتا ہاں وہ اپنے ولی کو مانگنے پر یا کبہی بے مانگے اپنے فضل وکرم سے کچھہ بتادیتا ہے وہ باتیں اون کی پوری ہوتی ہیں یوں تو خوش آواز سے قرآن شریف کی آیتیں فونوگراف میں بہرنے سے بہی دلکو ایک سرور آتا ہے کیا اس سے وہ باجا فونوگراف صوفی بن جائیگا۔ اب یہہ علامتیں کامل طور سے حضور اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سوائے اسوقت روئے زمین پر کسی میں پائی نہیں جاتی اگر ہے تو کسی کو پیش کرکے میدان میں لائیں اون کی بڑہکر اب کوئی کامل مرشد واللہ کا ولی نہیں ہے اوس احمدی بھائی نے اس میری تقریر کو سنکر کہا کہ پہلے اون سے یہ باتیں کہی کہ ہمارے پیش امام صاحب نے (یعنی یہہ خاکسار) اپنی قبولیت دعا وغیرہ کی وہ جو کچھہ باتیں کہتے ہیں دس میں سے آٹھہ ضرور پوری ہوتی ہیں کیا یہ بات تمکو بہی حاصل ہے تو ایک نے کہا یہ اون کی کرامت ہے یا استدراج غرض اس تقریر کے بعد تیسری کو خاکسار نے دعا کی کہ خداوندا اون لوگوں کا حشر کیا ہوگا اون کا طریقہ صحیح ہے یا کیا اس عاجز پر کہول دے۔ رات کو قبل از تہجد خاکسار کو کشف میں یہہ دکہایا گیا کہ ایک جماعت ہنود کی صورت ولباس میں کوئی قوم کا بیلدار ہے کوئی حجام ہے کوئی دہوبی ہے وہ تمام کہانا کہانے کے لئے ایک مجلس میں بیٹھے ہیں عمدہ بریانی گوشت ومصالحہ وغیرہ ڈالے ہوئے اون کے سامنے برتنوں میں رکھے گئے ہیں وہ اون برتنوں میں سے ٹٹول ٹٹول کے نلیاں نکالکر اندر کا گودا کہاتے ہیں اور ٹہریوں کو پہینکدیتے ہیں اور اوس مصالحہ دار کہانے کی بہی کچھہ قدر نہیں کرتے۔ اتنے میں بیداری ہوئی تو خاکسار کو یہ خیال ہوا غالباً اونکا طریق بہی ٹہیک معلوم ہوتا ہے یہہ اصل اور نازک چیز کو یعنی مغز کو کہاتے ہیں اور اونہوں نے جو عمدہ کہانے کی قدر نہیں کی وہ شرع شریف کی قدر نہ کرنے کی تعبیر لیگئی میں نے یہہ کشف ایک دوسرے احمدی بھائی مسمے محمد ہرمست صاحب مدرس کے سامنے بیان کیا انکو بہی کچھہ تصوف کا خیال تہا اونہوں نے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اون میں بہی کچھہ خوبی ہے وہ اصل مغز کو لئے ہوئے ہیں اسلئے وہ اپنی تائید میں یہ شعر بہی سنایا کرتے ہیں ؎

ما ز قرآن مغز را برداشتیم
استخوان پیش سگان انداختیم

گر وہ شرع شریف کے پابند نہیں ہوتے وہ سب شرع کے احکام کو پوست سمجھتے ہیں مغز ملنے کے بعد پوست کی حاجت کیا ہے اتنی باتیں ہونیکے بعد خاکسار مسجد میں ممبر کو تکیہ دیکے بیٹہا ہوا تہا وہ صاحب اخبار البدر دیکھہ رہے تہے خاکسار کو اوسی وقت ایسے وجودیوں کی نسبت تہوڑی سی غنودگی کی حالت میں یہہ الہام ہوا کہ (رانڈ بازی کرتے ہیں) ابہی وہ مدرس صاحب اخبار کا ایک کالم بہی پورا نہیں دیکھے ہوئے تہے اون سے کہدیا دیکھو ابہی اون وجودیوں کی نسبت یہ الہام ہوا کہ (وہ رانڈ بازی کرتے ہیں) یعنی اون کی توحید اور ہماری توحید میں بہی فرق کہ ہمارا تعلق خداوندکریم سے جایز طور پر ہے اور اون کا تعلق ناجایز طور پر یعنی جیسے عورت ومرد کے جوڑے کا آپس میں تعلق ہوتا ہے ویسی ہی خداوندکریم سے بندہ کا تعلق ہے ہم لوگ تعلق پیدا کرنے کے لئے کیا کرتے ہیں۔ عقدخوانی کی مجلس قایم کرکے طرفین سے ایجاب وقبول کرواتے ہیں مہر کی تعداد وگواہ بہی مقرر کرکے عورت سے مزا حاصل کرتے ہیں مگر وہ لوگ اس کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ سارا تعلق دل سے ہے ظاہرا کہنے اور کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے وہ عورت ہی ہم سے راضی ہوگئی اور ہم بہی دل کے ساتھہ اوس سے راضی ہو گئے یہہ ایجاب وقبول ہے۔ اور آزو بازو والے پڑوسیوں کو معلوم بہی ہے کہ ہم اوس عورت کے ساتھہ تعلق رکھتے ہیں گویا یہ بجائے گواہ کے ہیں ہم جو اوسکو خرچی دیتے ہیں وہ بجائے مہر کے ہے بہرا ب دوسری باتوں کی جو ظاہرا نکاح کے وقت کئے جاتے ہیں وہ سب لوگوں کو دکہانے کے ہیں اوسکی ضرورت ہی کیا ہے نکاح میں تین فرض جو تہے وہ تو ہم سے ادا ہوئے زبانی نہیں بلکہ دل سے راضی ورضامندی کیسا تہہ بہلا اون کے اس کہنے سے یہ دونوں تعلقات پیدا کرنیوالے یعنی رانڈبازی ونکاح کرنے والے برابر ہوسکتے ہیں؟ ہرگز نہیں ہوسکتے اس خاکسار کے الہام میں کئی ایک نکات ہیں وہ یہ ہیں کہ جو لوگ ظاہرا بموجب احکام شرع شریف نکاح کے ساتھہ تعلق پیدا کرتے ہیں وہ آتشک وسوزاک وغیرہ مہلک بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں جو لوگ بخلاف اسکے فقط عشق بازی سے تعلق پیدا کرتے ہیں وہ اون بیماریوں میں مبتلا ہوتے ہیں ایساہی اونکو بہی ایک طرح کے دوزخ کی آگ کی جلن بہگتنی پڑیگی نیز جو تعلق عورت ومرد کا نکاح سے ہوتا ہے وہ ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور جو تعلق خلاف شرع ہوتا ہے وہ تہوڑے دنوں کے لئے۔ ایساہی جو لوگ شرع شریف کے تابع ہوتے ہیں اون کا تعلق اللہ اور اوس کے رسول حبیب کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ ہر ایک حرکت وسکون کے وقت ہمیشہ وہر وقت رہتا ہے چونکہ وہ اپنے ہر ایک کام کے پہلے یہہ دیکھہ لیتے ہیں کہ وہ خدا کی رضامندی کے لئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے موافق ہے یا نہیں۔ اور اوسمیں تقوے کی کونسی راہ ہے ان بے شرع وجودیوں کا تعلق خداوندکریم سے فقط راگ رنگ کے وقت ہی رہتا ہے باقی اوقات ان کے نفس پرستی میں گذرتے ہیں نیز اللہ اور بندہ کی دو محبتوں کے ملاپ سے ایک تیسرا نور پیدا ہوتا ہے وہ روح القدس ہے جسکی وجہ سے الہام کا دروازہ کہلتا ہے وہ نور گویا بطور ابن کے ہے مگر ناجایز طور سے جو تعلق ہوتا ہے اکثر اونکی اولاد سے محروم رہتے ہیں اگر ایک آدہ سچی خواب بہی آجائے تو حمل ساقط کیطرح وہ بہی ساقط الاعتبار ہوتا ہے اگر ایک آدہ اولاد بہی ہوجائے تو کیا وہ حقیقی نکاحی اولاد کا مقابلہ کرسکتی ہے؟ ہرگز نہیں نیز عورت ومرد میں شرع شریف کی رو سے جو تعلق پیدا ہوتا ہے اون کے آپس کے برتاؤ میں ایک دوسرے کی عزت وبزرگی ظاہر ہوتی ہے بخلاف اسکے ناجایز تعلق کا جو برتاؤ ہوتا ہے وہ ٹھٹول وہنسی وبے عزتی کا سبب ہوا کرتا ہے سوچو اور سوچتے جاؤ۔ ہر دو کشف والہام مذکورہ میں بہت سارے نکات اور بہی ہاتھہ آئینگے۔ یہ تمام تقریر یہ اس خاکسار کی سنکر بعض احمدی بھائیوں کے دلوں میں جو کچھہ اوہام باطلہ ان وجودیوں کی نسبت تہے اون سبہوں نے اوس سے توبہ کرلی یہہ اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کا فضل وکرم اور مسیح علیہ الصلوۃ والسلام کی غلامی کا طفیل جو خداوندکریم نے اس مسئلہ کی اصل حقیقت کو بتادیا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

خاکسار عبداللہ ابن امام الدین حاجی سوداگر تیماپور ضلع لنگسگور

ضروری درخواست

برادران منشی محمد یوسف صاحب وخواجہ ظفر حسین صاحب متعلمان ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس کا آخری امتحان ۱۲ جون ۱۹۰۵ء کو شروع ہے سلہذا جملہ ناظرین اخبار الحکم وقوم احمدی کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے۔ کہ ہر دو برادران کی کامیابی کے لئے درگاہ ایزد متعال میں دعا فرمائی جاوے۔

والسلام
عریضہ نیاز خاکسار حسن علی
متعلم ہاسپٹل اسسٹنٹ کلاس احاطہ چانن مل متصل میڈیکل کالج لاہور
۵ - جون ۱۹۰۵ء

تفسیر القرآن من مسیح الزمان

گذشتہ اشاعت سے آگے

اور قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہود ہو جانا بھی انکے نصیب میں ہے تو اس صورت مین خدا کے فضل کا خود یہ مقتضاء ہونا چاہیئے تہا کہ جیسے گذشتہ نصاریٰ سے انہوں نے بُری چیزیں لین اسی طرح وہ نیک چیز کے بھی وارث ہوں اسی لئے خدا نے سورۂ فاتحہ مین آیت اھدنا الصراط المستقیم مین بشارت دی کہ اس امت کے بعض افراد انبیاء گذشتہ کی نعمت بھی پائینگے نہ یہ کہ نرے یہودی بنین یا عیسائی بنین اور ان قوموں کی بدی تو لے لین مگر نیکی نہ لے سکین اسی کیطرف سورۂ تحریم مین بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد امت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکہینگے جس نے پارسائی اختیار کی تب اوس کے رحم مین عیسیٰ کی روح پہونکی گئی اور عیسےٰ اس سے پیدا ہوا اس آیت مین اسبات کیطرف اشارہ تہا کہ اس امت مین ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اوسکو ملے گا پھر اوسمین عیسےٰ کی روح پہونکی جاوے گی تب مریم مین سے عیسےٰ نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کیطرف منتقل ہو جائیگا گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا اور اس طرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا جیسا کہ براہین احمدیہ مین اول میرا نام مریم رکہا گیا اور اسی کی طرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ مین اور وہ یہ ہے کہ اَنّٰی لکِ ھٰذا یعنے اے مریم تو نے نعمت کہان سے پائی اور اسی کیطرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ مین یعنی اس الہام مین کہ ھزّی الیک بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کہجور کے تنہ کو ہلا۔ اور پھر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ مین یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنی اے مریم تو مع اپنے دوستون کے بہشت مین داخل ہو مینے تجہہ مین اپنے پاس سے صدق کی روح پہونکدی۔ خدا نے اس آیت مین میرا نام روح الصدق رکہا یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ فنفخنا فیہ من روحنا۔ پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ مین مریم کے پیٹ مین عیسیٰ کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پھر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین وہ عیسےٰ جو مریم کے پیٹ مین تہا اسکے پیدا ہونیکے بارہ مین یہ الہام ہوا۔ یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمہ۔

اس جگہ میرا نام عیسےٰ رکہا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسےٰ پیدا ہو گیا جسکے روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ مین ظاہر کیا گیا تہا۔ پس اس لحاظ مین عیسےٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکہو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورۃ تحریم مین بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسےٰ ابن مریم اس امت مین اسطرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائیگا اور پھر بعد اسکے اس مریم مین عیسےٰ کی روح پہونک دی جائیگی پس وہ مریمیت کے رحم مین ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت مین تولد پائیگا اور اس طرح پر وہ عیسےٰ بن مریم کہلائیگا یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے مین ہے جو قرآن شریف یعنی سورۃ تحریم مین اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ مین سورۃ التحریم کے ان آیات کی خدا تعالےٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن شریف موجود ہے ایک طرف قرآن شریف کو رکہو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوےٰ سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم مین تہی یعنے یہ کہ اس امت مین بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسےٰ بنایا جائیگا گویا اسمین سے پیدا ہوگا۔ وہ کس رنگ مین براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار مین تہا اور کیا مین اسوقت موجود تہا جبکہ قرآن شریف نازل ہو رہا تہا تا مین عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتار دی جاوے اور اس اعتراض سے مجھے سبکدوش کیا جائے کہ تمہیں کیون ابن مریم کہا جائے اور کیا آج سے بیس بائیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تہا کہ مین اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکہتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کیطرح مجہہ مین بھی عیسےٰ کی روح پہونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین یہ لکہہ دیتا کہ اب مین مریم مین سے عیسےٰ بن گیا۔ اے عزیز و غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہین یہ باریک اور دقیق حکمتین انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہین اگر براہین احمدیہ کی تالیف کیوقت جسپر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو مین اوسی براہین احمدیہ مین یہ کیون لکہتا کہ عیسیٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا سو چونکہ خدا جانتا تہا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی اسلئے گو اوس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ مین میرا نام مریم رکہا پھر جیسا کہ

براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت مین مینے پرورش پائی اور پردہ مین نشو ونما پاتا رہا پھر جب اوس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶ مین درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجہہ مین نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ مین مجھے حاملہ ٹہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہین بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ مین درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور سے مین ابن مریم ٹہیرا۔ اور خدا نے براہین احمدیہ کیوقت مین اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ سب خدا کی وحی جو اس راز پر مشتمل تہی میرے پر نازل ہوئی اور براہین مین درج ہوئی مگر مجھے اوس کے معنوں اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی اسواسطے مینے مسلمانوں کا رسمی عقیدہ براہین احمدیہ مین لکہہ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکہنا جو الہامی نہ تہا محض رسمی تہا مخالفین کے لئے قابل استناد نہین کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوےٰ نہین جبتک کہ خود خدا تعالےٰ مجھے نہ سمجہاوے سو اوسوقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تہا کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میرے سمجہہ مین نہ آتے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے سمجہائے گئے تب مینے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے مین کوئی نئی بات نہین یہ وہی دعوےٰ ہے جو براہین احمدیہ مین بار بار بتصریح لکہا گیا ہے۔ اسجگہ ایک اور الہام کا بھی ذکر کرتا ہوں۔ اور مجھے یاد نہین کہ مینے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار مین شایع کیا ہے یا نہین لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگوں کو مینے سنایا تہا اور میرے یادداشت کے الہامات مین موجود ہے اور وہ اوس زمانہ کا ہے جب کہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا الہام کیا پھر بعد اس کے یہ الہام ہوا تہا فاجاءھا المخاض الی جذع النخلۃ قالت یالیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیا منسیا یعنے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے درد زہ تنہ کہجور کیطرف لے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجہ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پہل نہ تہا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیان دین اور ایک طوفان برپا کیا تب مریم نے کہا کہ کاش مین اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کیطرف اشارہ ہے جو ابتداء مین مولویوں کیطرف سے بہیئت مجموعی پڑا

اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کر سکے اور مجھے ہر ایک حیلے سے انہوں نے فنا کرنا چاہا تب اوسوقت جو کرب اور قلق ناسمجھوں کا شور و غوغا دیکہہ کر میرے دلپر گذرا اسکا اسجگہ خدا تعالےٰ نے نقشہ کہیچ دیا ہے اور اسکے متعلق اور بھی الہام تہے جیسا لقد جئت شیئا فریا۔ ما کان ابوک امرء سوء وما کانت امک بغیا اور پھر اسکے ساتہ کا الہام براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۱ مین موجود ہے اور وہ یہ ہے۔ الیس اللّٰہ بکاف عبدہ ولنجعلہ اٰیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا۔ قول الحق الذی فیہ تمترون دیکہو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۶ سطر ۱۲ و ۱۳۔ ترجمہ اور لوگوں نے کہا کہ اے مریم تو نے یہ کیا مکروہ اور قابل نفرین کام دکہلایا جو راستی سے دور ہے تیرا باپ اور تیری ماں تو ایسے نہ تہے۔ مگر خدا ان تہمتوں سے اپنے بندہ کو بری کرے گا اور ہم اسکو لوگوں کے لئے ایک نشان بنا دینگے اور یہ بات ابتداء سے مقدر تہی اور ایسے ہی ہونا تہا یہ عیسیٰ بن مریم ہے جسمین لوگ شک کر رہے ہین یہی قول حق ہے۔ یہ سب براہین احمدیہ کی عبارت ہے اور یہ الہام اصل مین آیات قرآنی ہین جو حضرت عیسےٰ اور ان کی ماں کے متعلق ہین۔ ان آیتوں مین جس عیسےٰ کو لوگوں نے ناجائز پیدائش کا انسان قرار دیا ہے اوسکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم اسکو اپنا نشان بنائینگے اور یہی عیسےٰ ہے جس کی انتظار تہی اور الہامی عبارتوں مین مریم اور عیسےٰ سے مین ہی مراد ہوں۔ میری نسبت [illegible] کہا گیا کہ ہم اسکو نشان بنا دینگے [illegible] کہا گیا کہ یہ وہی عیسےٰ بن مریم [illegible] والا تہا جس مین لوگ شک کرتے [illegible] یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک [illegible] محض نافہمی سے ہے جو خدا کے اسرار کو نہین سمجھتے اور صورت پرست ہین حقیقت پر ان کی نظر نہین۔

نوٹ + اس الہام پر مجھیا د آیا کہ بٹالہ مین فضل شاہ یا مہر شاہ نام ایک سید تہے جو میرے والد صاحب سے بہت محبت رکہتے تہے اور بہت تعلق تہا جب میرے دعوے مسیح موعود ہونے کی کسی نے اون کو خبر دی تو وہ بہت روے اور کہا کہ ان کے والد صاحب بہت اچہے آدمی تہے یعنی یہ شخص کس پر پیدا ہوا ان کا باپ تو نیک مزاج اور افترا کے کاموں سے دور سیدہا اور صاف دل مسلمان تہا ایسے ہی بہتوں نے کہا کہ تم نے اپنے خاندان کو داغ لگایا کہ ایسا دعوے کیا۔

یہ بہی یاد رہے کہ سورۃ فاتحہ کے عظیم الشان حصہ میں سے یہ دعا ہے کہ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور جسطرح انجیل کی دعا میں خدا تعالیٰ سے وہ تمام نعمتیں مانگی گئی ہیں جو پہلے رسولوں اور نبیوں کو دی گئی تہیں یہ مقابلہ بہی قابل نظارہ ہے اور جسطرح حضرت مسیح کی دعا قبول ہو کر عیسائیوں کو روٹی کا سامان بہت کچہہ ملگیا ہے اسی طرح یہ قرآنی دعا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے قبول ہو کر اخیار و ابرار مسلمان بالخصوص ان کے **کامل فرد انبیاء بنی اسرائیل کے وارث ٹہرائے** گئے اور دراصل مسیح موعود کا اس امت میں سے پیدا ہونا یہ بہی اسی دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے کیونکہ گو مخفی طور پر بہت سے اخیار و ابرار نے انبیاء بنی اسرائیل کی مماثلت کا حصہ لیا ہے مگر اس امت کا مسیح موعود کہلے کہلے طور پر خدا کے حکم اور اذن سے اسرائیلی مسیح کے مقابل کہڑا کیا گیا ہے تا موسوی اور محمدی سلسلہ کی مماثلت سمجہہ میں آجائے اسی غرض سے اس مسیح کو ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے یہان تک کہ اس ابن مریم پر ابتلا بہی اسرائیلی ابن مریم کیطرح آئے اول جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم محض خدا کے نفخ سے پیدا کیا گیا اسیطرح یہ مسیح بہی سورۃ تحریم کے وعدہ کے موافق محض خدا کے نفخ سے مریم کے اندر سے پیدا کیا گیا جیسا کہ عیسے ابن مریم کی پیدایش پر بہت شور اٹہا اور اندہے مخالفوں نے مریم کو کہا لقد جئت شیئا فریا اسیطرح اسجگہ بہی کہا گیا اور شور قیامت مچایا گیا اور جیسا کہ خدا نے اسرائیلی مریم کے وضع حمل کے وقت عیسیٰ کی نسبت یہ جواب دیا ولنجعلہ آیۃ للناس ورحمۃ منا وکان امرا مقضیا **یہی جواب** خدا تعالےٰ نے میری نسبت براہین احمدیہ میں روحانی وضع حمل کے وقت جو استعارہ کے رنگ میں تہا مخالفوں کو دیا اور کہا تم اپنے فریبوں سے اوسکو نابود نہیں کر سکتے میں اسکو لوگوں کے لئے **رحمت کا نشان بناؤنگا** اور ایسا ہونا ابتدا سے مقدر تہا - اور پہر جس طرح یہودیوں کے علماء نے حضرت عیسیٰ پر فتویٰ تکفیر کا لگایا اور ایک شریر فاضل یہودی نے وہ استفتا طیار کیا دوسرے فاضلوں نے اوسپر فتویٰ دیا - یہانتک کہ بیت المقدس کے صدہا عالم و فاضل جو اکثر اہل حدیث تہے - انہوں نے حضرت عیسیٰ پر تکفیر کی مہرین لگادین یہی معاملہ مجہہ سے ہوا اور پہر جیسا کہ اس تکفیر کے بعد حضرت عیسیٰ کی نسبت کہا گیا تہی انکو بہت ستایا گیا سخت سخت گالیان دی گئیں تہمت ہوا اور بدگوئی میں کتابین لکہی گئی تہین یہی **صورت** اسجگہ پیش آئی گویا اٹہارہ سو برس کے بعد وہی عیسیٰ پہر پیدا ہو گیا اور وہی یہودی پہر پیدا ہو گئے - آہ یہی معنی تو اس پیشگوئی کے تہے غیر المغضوب علیہم جو خدا نے پہلے سے سمجہا دیا تہا مگر ان لوگوں نے صبر نہ کیا جبتک یہودیوں کیطرح مغضوب علیہم نہ بن گئے اس مماثلت کی ایک اینٹ تو خدا نے اپنے ہاتہہ سے لگادی کہ مجہے عین چودہوین صدی کے سر پر جیسا کہ مسیح ابن مریم چودہوین صدی کے سر پر آیا تہا **مسیح الاسلام** کرکے بہیجا اور میرے لئے اپنے زبردست نشان دکہلا رہا ہے اور آسمان کے نیچے کسی مخالف مسلمان یا یہودی یا عیسائی وغیرہ کو طاقت نہیں کہ ان کا مقابلہ کرے . . . . اور خدا کے مقابل عاجز اور ذلیل انسان کیا کر سکے یہ تو وہ بنیادی اینٹ ہے جو خدا کیطرف سے ہے ہر ایک جو اس اینٹ کو توڑنا چاہے گا وہ توڑ نہیں سکے گا مگر یہ اینٹ جب اوسپر پڑے گی تو اسکو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی کیونکہ اینٹ خدا کی اور ہاتہہ خدا کا ہے اور دوسری اینٹ میرے مخالفوں نے طیار کرکے اوس کے مقابل پر رکہدی کہ میرے مقابل پر وہ کام کئے جو اسوقت کے یہودیوں نے کئے تہے یہانتک کہ میرے ہلاک کرنے کے لئے ایک خون کا مقدمہ بہی بنایا گیا جس کی میری خدا نے مجہے پہلے خبر دے دی تہی وہ مقدمہ جو میرے پر بنایا گیا وہ حضرت عیسیٰ ابن مریم کے مقدمہ سے بہت سخت تہا کیونکہ حضرت عیسیٰ پر جو مقدمہ کیا گیا اس کی بنا محض ایک مذہبی اختلاف پر تہی جو حاکم کے نزدیک ایک خفیف بات تہی بلکہ کچہہ بہی نہ تہی مگر میرے پر جو مقدمہ کہڑا کیا گیا وہ اقدام قتل کا دعوےٰ تہا اور جیسا کہ مسیح کے مقدمہ میں یہودی مولویوں نے جا کر گواہی دی تہی ضرور تہا کہ اس مقدمہ میں بہی کوئی مولویوں میں سے گواہی دیتا اسلئے اس کام کے لئے خدا نے مولوی محمد حسین بٹالوی کو انتخاب کیا اور وہ ایک بڑا لمبا جبہ پہن کر گواہی کے لئے آیا اور جیسا کہ سردار کاہن مسیح کو صلیب دلانے کے لئے عدالت میں گواہی دینے کے لئے آیا تہا یہ بہی موجود ہوئے صرف فرق اسقدر تہا کہ سردار کاہن کو پیلاطوس کی عدالت میں کرسی ملی تہی بلکہ یہودیوں کے معززین [illegible] گورنمنٹ رومی میں کرسی ملی تہی اور بعض انمیں سے آنریری مجسٹریٹ بہی تہے اسلئے اس سردار کاہن نے عدالت کے قاعدوں کے لحاظ سے کرسی پائی اور مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کہڑا تہا لیکن میرے مقدمہ میں اس کے برعکس ہوا یعنی یہ کہ برخلاف دشمنوں کی امیدوں کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجہے کرسی دی اور یہ پیلاطوس مسیح ابن مریم کے پیلاطوس کی نسبت زیادہ با اخلاق ثابت ہوا - کیونکہ عدالت کے امر میں وہ دلیری اور استقامت سے عدالت کا پابند رہا اور بالائی سفارشوں کی اوس نے کچہہ بہی پروا نہ کی اور قومی اور مذہبی خیال نے بہی اس میں کچہہ تغیر پیدا نہ کیا اور اوس نے عدالت پر پورا قدم مارنے سے ایسا عمدہ نمونہ دکہلایا کہ اگر اس کے وجود کو قوم کا فخر اور حکام کے لئے نمونہ سمجہا جائے تو بیجا نہ ہوگا عدالت ایک مشکل امر ہے جبتک انسان تمام تعلقات سے علیحدہ ہو کر عدالت کی کرسی پر نہ بیٹہے تب تک اس فرض کو عمدہ طور پر ادا نہیں کر سکتا مگر ہم اس سچی گواہی کو ادا کرتے ہیں - کہ اس پیلاطوس نے اس فرض کو پورے طور پر ادا کیا - اگرچہ پہلا پیلاطوس جو رومی تہا اس فرض کو اچہے طور پر ادا نہیں کر سکا اور اوسکی بزدلی نے مسیح کو بڑی بڑی تکالیفوں کا نشان بنایا یہ فرق ہماری جماعت میں ہمیشہ تذکرہ کے لائق ہے - جب تک کہ دنیا قایم ہے اور جیسے جیسے یہ جماعت لاکہوں کروڑوں افراد تک پہنچے گی ویسے ویسے تعریف کیساتہہ اس نیک نیت حاکم کا تذکرہ رہیگا اور یہ اسکی خوش قسمتی ہے کہ خدا نے اس کام کے لئے اسکو چنا - ایک حاکم کے لئے کسقدر یہ امتحان کا موقعہ ہے کہ دو فریق اسکے پاس آویں کہ اون میں سے ایک اوس کے مذہب کا مشتری ہے اور دوسرا فریق وہ ہے جو اس کے مذہب کا مخالف ہے اور اوس کے پاس بیان کیا گیا ہے کہ وہ اوس کے مذہب کا سخت مخالف ہے لیکن اس بہادر پیلاطوس نے اس امتحان کو بڑے استقلال سے برداشت کر لیا اور اوسکو ان کتابوں کے مقامات دکہائے گئے جن میں کم فہمی سے عیسائی مذہب کی نسبت سخت الفاظ سمجہے گئے تہے اور ایک مخالفانہ تحریک کی گئی تہی مگر اوس کو پہر بہی کچہہ تغیر پیدا نہ ہوا کیونکہ وہ اپنی روشن کانشنس کیوجہ سے حقیقت تک پہونچ گیا تہا اور چونکہ اوس نے مقدمہ کی اصلیت کو سچے دل سے تلاش کیا اسلئے خدا نے اسکی مدد کی اور اوس کے دلپر سچائی کا الہام کیا اور اسپر واقعی حقیقت کہول گئی اور وہ اس سے بہت خوش ہوا کہ عدل کی راہ اوسکو نظر آگئی اوس نے مجہے محض عدل کے لحاظ سے مدعی کے مقابل پر کرسی دی اور جب مولوی محمد حسین جو سردار کاہن کیطرح مخالفانہ گواہی کے لئے آیا تہا مجہے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکہنے کے لئے میری نسبت اوس کی آنکہہ شوق رکہتی تہی آخر ذلت اوس نے نہ دیکہا تب مساوات کو غنیمت سمجہہ کر وہ بہی اوس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اوس پیلاطوس نے اوسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ **تجہے اور تیرے باپ کو کبہی کرسی** نہیں ملی ہمارے دفتر میں تمہاری کرسی کے لئے کوئی ہدایت نہیں - یہ فرق بہی غور کے لائق ہے کہ پہلے پیلاطوس نے یہودیوں سے ڈر کر ان کے بعض معزز گواہوں کو کرسی دے دی اور حضرت مسیح کو جو مجرم کے طور پر پیش کئے گئے تہے کہڑا رکہا حالانکہ وہ سچے دل سے مسیح کا خیرخواہ تہا بلکہ مریدوں کی طرح تہا اور اوسکی بیوی **مسیح کی خاص** مرید تہی جو ولی اللہ کہلاتی ہے لیکن خوف نے اس سے یہانتک حرکت صادر کرائی کہ ناحق بے گناہ مسیح کو یہودیوں کے حوالے کر دیا میری طرح کوئی خون کا الزام نہ تہا - (باقی آیندہ)

نوٹ * حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں یہودی اگرچہ بہت فرقے تہے مگر جو حق پر سمجہے جاتے تہے وہ دو فرقے ہو گئے تہے -

(۱) ایک وہ جو توریت کے پابند تہے اوسی سے اجتہاد کے طور پر مسائل استنباط کرتے تہے -

(۲) دوسرا فرقہ اہل حدیث تہا جو توریت پر احادیث کو قاضی سمجہتے تہے یہ اہل حدیث اسرائیلی بلاد میں بہت پہیل گئے تہے اور ایسی ایسی حدیثوں پر عمل کرتے تہے جو اکثر توریت کی معارض اور نقیض تہی اور اون کی یہ حجت تہی کہ بعض مسائل شرع مثلاً عبادات اور معاملات اور قانون مجازات کے مسائل توریت سے ملتے نہیں ہیں اپر حدیثوں کی رو سے اطلاع ہوتی ہے اور حدیث کی کتاب کا نام طالمود تہا اور اس میں ہر ایک نبی کے زمانہ کی حدیثیں تہیں یہ حدیثیں مدت تک زبانی رہیں اور مدت کے بعد قلمبند ہوئیں اس لئے اون میں کچہہ موضوعات کا حصہ بہی مل گیا تہا اور بباعث اسکے کہ اوسوقت یہودیوں کے تہتر فرقے ہو گئے تہے اور ہر ایک فرقہ اپنی حدیثیں جدا جدا رکہتا تہا - اور محدثین نے توریت کی طرف توجہ چہوڑ دی تہی اکثر حدیثوں پر عمل تہا اور توریت گویا متروک اور مہجور کی طرح تہی اگر حدیث کے منشاء کے مطابق آئی تو اوسکو مانا ورنہ اوسکو رد کیا - پس اس زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اون کے مخاطب خاص طور پر اہل حدیث ہی تہے جو توریت سے زیادہ حدیثوں کی عزت کرتے تہے اور نبیوں کے نوشتوں میں پہلے خبر دی گئی تہی -

شریعت اسلام و قوانین وضعیہ

جن لوگون کو ذرا بھی تاریخ عالم اور واقعات دنیا پر نظر ہو وہ جانتے ہین کہ اقبال و ادبار اور ترقی و تنزل درحقیقت ڈھلتی پھرتی چھاؤن ہے جسکو سکون و قرار نہ کبھی ہوگا۔ وہی قومین جو آج بڑی ٹھوکرین کھا رہی ہین اور نحوست و ادبار کی گھٹائین قضائے مبرم بنکر انکے سر پر منڈلاتی پھرتی ہین کل بر سر اوج واقبال تہین اور سعادت ہر وقت اونکا غاشیہ اٹھائے ہوئے نظر آتی تہی اور جو کل بالکل بے نام و نشان تہے اور کسی شمار و قطار مین نہ آتے تہے ذلت و خواری مین پڑے دن کاٹ رہے تہے وہی آج نامی و نام آور بنکر کوس "انا ولا غیری" بجا رہے ہین۔ اور اپنے مقابلہ مین کسیکو کچھہ نہین سمجھتے۔ اب زمانہ بھی جو کبھی اُن سے برسر پرخاش تہا اونہی کا حامی و ناصر بن رہا ہے اور اقبال بھی اونہی سے قول ہار چکا ہے۔ دنیا مین اب اگر کوئی بات بھی ہے تو انہی کی بات۔ باقی سب خرافات۔ اور عقل ہے تو انہی کی عقل اور سب نقل۔ اور نقل بھی نقل بے عقل۔ اب سے پہلے جب مسلمانون کا دور دورہ تہا اور انکی اقبال مندی کا ستارہ چمکتا تہا تو دنیا مین مشرق سے مغرب تک انہین کے عقل و تمدن کی روشنی تہی۔ اور اون کی بات بات انتخاب بلکہ لاجواب مانی جاتی تہی اور اون کی بے راہ روی بھی اورون کے لئے رہنمائی کا حکم رکھتی تہی اور اب وہی مسلمان ہین کہ انکی اچھائی بھی برائی ہے اور اونکی نیکی بھی بدی انکی جو بات ہے قابل گرفت ہے اور جو کام ہے سرتاپا عیب ہے۔ حتی کہ وہی خوبیان جنکا زمانہ گرویدہ رہ چکا ہے۔ اب عام نگاہون سے گر کر ہیچ و پوچ ہوگئی ہین اور جنکو مسلمانون کی شاگردی پر ناز تہا وہ ہم آج اونپر قہقہہ لگاتے نظر آتے ہین اور وہی قومین جو کبھی سلسلہ جہالت مین جکڑی ہوئی تہین اور ذلت و خواری کا طوق اونکی گردنین توڑے ڈالتا تہا۔ اپنا قدیم چولا بدلکر عزت و اقبال کا لباس پہنے ہوئے اتراتی پھرتی ہین اب انہی کے علم و تمدن کا دور دورہ ہے اور انہی کی صنعت اور حرفت کی گرم بازاری چار دانگ عالم مین انہی کی آواز گونجتی سنائی دیتی ہے۔ علم و عمل پر انکا مالکانہ قبضہ ہے غرض کہ دنیا بھر کی خوبیان اب انہی کی ذات مین جمع ہوگئی ہین اور کوئی انکی نگاہون مین نہین جچتا۔ انکے نزدیک دنیا سب کی سب جاہل اور غیر متمدن ہے ان کے سوا تمدن و ترقی کے اصل راز کو کسی نے سمجہا ہی نہین۔ مسلمانون کی نسبت ان قومون کا دعوے ہے کہ مسلمان اوس تاریک زمانہ مین ترقی کر چکے۔ اب ہمارے جدید تمدن کے زمانہ مین ان کا پہنچنا محال ہے۔ کیونکہ اسلامی قانون انکو ترقی کے میدان مین قدم بڑھانے سے روکتا ہے اور وہ اُس قانون کی پابندی سے دست کش ہوتے نہین۔ اس لئے ترقی سے بھی ہمیشہ محروم رہین گے۔ کیونکہ ترقی کا دارمدار تو آ ٹھرا ہے۔ جدید تمدن پر اور آئین اسلام اوس سے بالکل متغیر ہین۔ مجبوراً ایسی رائے قائم کرنی پڑتی ہے کہ مسلمان مسلمان رہکر دنیاوی ترقی نہین کر سکتے۔

یورپ کی غیر جنس اور غیر مذہب قومین اگر مسلمانون کی نسبت ایسی رائے لگائین تو ایک حد تک مجبوری ہے تعصب اور غیریت آدمی کو پورا غور و خوض نہین کرنے دیتے۔ اسکے علاوہ اقبال مندی نے ان کے دماغ اور بھی عرش معلّے پر پہونچا رکھے ہین۔ لیکن بڑا تعجب تو یہ ہے کہ یورپ کی تہذیب کا ہلکا اور پہیکا سا رنگ بھی جن مسلمانون کو چھو گیا ہے وہ بھی یورپ کے ہم آہنگ ہوکر یہی پکار سنائی دیتے ہین کہ اس زمانہ مین انسان تمدن اور ترقی کے اوس بلند تر درجہ پر پہونچگیا ہے جو اسلامی قانون کی پست عمارت سے کہین بالا تر ہے اسلئے اگر مسلمان ترقی کر سکتے ہین تو یورپ کے تمدنی قانون کی پابندی ہی کر سکتے ہین ان نوجوانون کا گویا یہ خیال ہے کہ اسلامی شریعت مین یورپ کے وضعیہ قانون کے اصول و مبادی موجود نہین۔ نہین یہ سب مخترعات جدیدہ اور علماء یورپ کے حضرت آ آباری ہوئی باتین ہین۔ جن تک علماء اسلام کی نظر بھی نہین پہونچی ہے۔

لیکن جس شخص کو اسلامی فقہ سے ذرا بھی واقفیت ہے وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس قسم کی بے سر و پا باتین مذہبی و علمی بیخبری کا نتیجہ ہین۔ ورنہ تمدنی و اجتماعی ضروریات کا وہ کونسا مرحلہ ہے جو ہمارے اسلاف طے نہین کر چکے۔ تمدن کی ہر شاخ کے اصول و مبادی انہون نے تحقیق کئے اور انہی پر کاربند ہوکر اپنی ترقی سے دنیا کو حیرت مین ڈالدیا تہا۔ باوجودیکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر گئے۔ مگر اب بھی زمانہ کا قدم اس حد سے کچھہ آگے نہین نکل سکا ہے۔ ہان یہ ضرور ہے۔ کہ وہ باتین جو تمدن و ترقی کا ذریعہ تہین ہم اپنی نالائقی سے کھو کر پیچھے ہٹ آئے ہین۔ اور یورپ انہی پر کاربند ہوکر اس معراج کمال کو پہونچ گیا ہے۔ یہ خود ہماری کوتہ نظری ہے کہ ہم قانون اسلام کو بدنام کرتے اور اپنا قصور اسکے سر تھوپتے ہین۔ اگر ہم قانون اسلام پر متجسسانہ نظر ڈالین اور گڑے ہوئے خزانو کو اپنی بوسیدہ کتابون سے نکالکر دیکھنے کی تکلیف گوارا کرین تو ہمکو ابھی یقین ہو سکتا ہے کہ اسلام مین ترقی و تمدن کے مبادی و اصول سب کچھہ باکمل وجوہ موجود ہین۔ مگر اتنی تکلیف کون اٹھائے؟ اور کون اتنی زحمت اپنے سر لے؟ اس زمانہ مین ہماری بے خبری اور کوتہ نظری کی ایک بہت بڑی وجہ یہ پیدا ہوگئی ہے کہ ہماری معلومات کا مبنی صرف متاخرین کی تالیف و تصنیف ٹھہرگئی ہین۔ اور انکا طرز بیان اسقدر ژولیدہ پُر از تعقید اور لفظی بحثون سے مملو ہے کہ پڑہنے والے کی طبیعت اُنہین دیکھتے دیکھتے اکتا جاتی ہے اور مطلب کی بات بہت ہی کم نکلتی ہے اور کوہ کندن و کاہ برآوردن کی مثل صادق آتی ہے۔ اور اس زمانہ کی عام طبیعتون کا میلان اسطرف ہے کہ جو بیان ہو صاف و صریح ہو۔ مطالب مربوط و پیوستہ ہون۔ عبارت پیش نظر آتے ہی مطلب ذہن مین اتر آئے یہی وجہ ہے کہ جو لوگ فقہ اور قانون اسلام کی باریکیون کو سمجہنا چاہتے ہین مگر متاخرین کی بنائی ہوئی بہول بہلیان کے چکر مین آجاتے ہین اور منزل مقصود تک نہین پہونچ سکتے تو بہمات مین پڑجاتے ہین اگرچہ مسلمان زمانہ تنزل کی ابتدا سے ہی اس بلا مین گرفتار ہوچکے تہے لیکن پہر بھی قانون اسلام کے برخلاف زبان کہولنے کی کسی کو جرأت نہ ہوتی تہی اب چونکہ طبیعتون مین آزادروی کا جوش بہت بڑھ گیا ہے اور بدون استقراء تمام رائے قائم کر لینا ایک معمولی سی بات ہوگئی ہے اسلئے کچھہ بے باک ہوکر اور کچھہ شرماتے ہوئے دبی زبان سے کہہ گذرتے ہین کہ قانون اسلام ناقص ہے تمدن کی جزئیات تو کیا کلیات بھی بالاستیعاب اسمین موجود نہین۔ اب چونکہ زمانہ اسلامی قانون کی توجہ سے ۱۳ سو برس آگے نکل گیا ہے اس لئے اس مین بھی کچھہ تغیر و تبدل ہونا چاہئے۔ غرضکہ قانون اسلام کے خلاف جو رائین قایم ہوتی ہین وہ اکثر لاعلمی کیوجہ قائم ہوتی ہین۔ اگر طالبان حق متاخرین کی کتابون کی جگہ متقدمین کی تصانیف کو ذریعہ تحقیق بنائین تو یقین ہے کہ اون کے دلون مین کبھی اسلام کے برخلاف کوئی خطرہ نہ گذرنے پائے۔ اور سمجہہ جائین کہ تمدن و ترقی کے تمام اصول و مبادی شرائع اسلام مین موجود ہین اور جنکے ذریعہ سے گذشتہ زمانہ مین مسلمان ترقی کر چکے ہین اب بھی اونہی کی پابندی سے عروج و اقبال اور کامل تمدن حاصل کر سکتے ہین۔ مختصر یہ کہ جاننے والی کے لئے اسلامی قانون مین تمام اصول و مبادی کامل ترین تمدن کے موجود ہین۔

اسوقت متقدمین سے امام ابو یوسف کی ایک چہوٹی سی کتاب الخراج جو ہارون رشید کے ایماء سے لکہی گئی تہی ہمارے پیش نظر ہے۔ متقدمین کی ضخیم کتابون کے مقابلہ مین کتاب الخراج ایک چہوٹا سا رسالہ ہے لیکن اگر اسکے اہم مقاصد اور مفید مطالب پیش نظر رکھکر متاخرین کی ضخیم تر کتابون سے اسکا موازنہ کرین تو بلا تامل کہہ سکتے ہین کہ "ہرچہ بقامت کہتر بقیمت بہتر"۔ اس کتاب مین فقہی وغیر فقہی مسائل جو یورپ کے جدید قانون سے بالکل منطبق یا جزی و فروعی تفاوت کے ساتہہ متحد المبادی ہین کثرت بہرے پڑے ہین۔ اونمین سے چند مسائل ہم اپنے اس مضمون مین درج کرین گے۔ تاکہ یورپ کے آئین و قوانین کے والہ و شیفتہ سمجہہ سکین کہ اسلاف اسلام کو جسقدر وہ قاصر النظر سمجھتے ہین وہ ہرگز ایسے نہ تہے بلکہ ضروریات تمدن مین سے اُنہون نے کوئی مہتم بالشان امر نہین چھوڑا ہے اور فقہ کے مسائل موجودہ زمانہ اور جدید طرز تمدن کے ہرگز مخالف نہین ہین۔ اور کوتہ نظرون کا یہ دعوی بالکل بے دلیل ہے کہ مسلمانون کو انکی دیرینہ شریعت اور بدیانہ فقہ موجودہ ترقی و تمدن سے روکتی ہے۔

ہماری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ مسلمان سمجہہ لین کہ فقہ اسلام اور قانون یورپ باہم بہت کچھہ متحد اور بہت کچھہ متشابہ ہے اور جو اختلاف یا جدت ہے وہ بہت ہی کم اور جزئیات مین ہے۔ بلکہ اگر ہم یہ بھی دعوے کرین تو کچھہ بیجا نہ ہوگا کہ یورپ کو قانوناً تمدن کے اصول و مبادی مسلمانون اور انکی شریعت ہی سے ملے ہین اسی سے وہ متحد النوع نظر آتے ہین ہم یہ نہین کہتے کہ اسلامی فقہ مین جو باتین بالکل نہین ہین اور قانون جدید مین بمقتضائے زمانہ پیدا ہوگئی ہین اور دین و مذہب پر بھی انکا کچھہ اثر نہین پڑتا ہے مسلمان انکو نہ لین "خذ ما صفا و دع ما کدر" پر وہ بے شک عمل کرین۔ لیکن اپنے ہی گھر مین ایک چیز موجود ہو تو وہی غیرون سے قرض لے کر ناحق زیر بار احسان نہ بننا چاہئے۔ دولتمند ہوکر اپنے آپ کو فقیر صورت بنانا اور فقیرون کی طرح ہاتھ پہیلانا شیوۂ دانشمندی نہین ہے۔ اگر سلاطین اسلام پہی انہی اصول پر کاربند ہوکر قومی و ملکی ترقی و تمدن کے آئین و قوانین مقتضائے وقت کو مد نظر رکھکر شریعت ہی سے نکالین یا بضرورت استنباط کرین تو یقین ہے کہ مسلمانون کی حالت بہت جلد اصلاح پذیر ہو جائیگی۔ اور انکی پابندی سے انکو فلاح دارین حاصل ہو سکے۔ اب ہم کتاب الخراج سے چند مسائل یہان نقل کرتے ہین۔ جو انگریزی قانون سے اصلاً و فرعاً بالکل متحد ہین۔

۱۔ یورپ کے قانون مین ایک دفعہ ہے کہ جج کے سامنے اگر کوئی واقعہ ہو۔ اور پہر اسکے متعلق اسکی پیشی مین مقدمہ آئے۔ تو مقدمہ کا فیصلہ اپنی رویت کو استدلال گردانکر نہین کر سکتا جب تک کہ مدعی اپنے دعوے کو بشہادت داخل پایۂ ثبوت تک نہ پہونچاوے۔

کتاب الخراج مین امام صاحب رح لکہتے ہین کہ اگر حاکم بچشم خود دیکہے کہ ایک شخص نے چوری کی یا شراب پی یا مرتکب زنا ہوا وغیرہ وغیرہ تو ایسی حالت مین اُسے کوئی حق حاصل نہین ہے کہ محض اپنے مشاہدہ کی بناپر مرتکب جرم پر حد جرم جاری کرے۔

۲۔ حال کے قانون مین جرم کا اقبال کرانے کے لئے

ضرب وتعذیب سے منع کیا گیا ہے۔ اور حاکم اگر ایسا کرے تو وہ خود مستوجب پاداش ٹہیرایا گیا ہے۔ امام صاحب رحؒ لکھتے ہین کہ اگر کسی شخص پر ارتکاب جرم کا گمان ہو تو مار مار کر اوس سے اقرار نہ کرانا چاہئے اور نہ وعدہ وعید اور تہدید اور ترغیب کو ذریعہ اقرار بنانا چاہئے۔ اگر ایسا کرنے پر کوئی شخص مظنون جرم کا اقرار کر لے تو شرعًا وہ حد و تعزیر کا مستوجب نہو گا۔ کئی واقع بہی امام صاحب نے اسکی سند مین پیش کئے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ شام مین ایک شخص چوری کی علت مین قاضی کے سامنے پیش کیا گیا۔ دریافت کرنے پر اس نے چوری سے انکار کیا۔ مگر جب اسپر تشدد کیا گیا اور ایذا دیگئی تو اس نے ارتکاب جرم کا اقبال کر لیا۔ اس معاملہ مین عبد اللہ ابن عمر سے فتوٰے لیا گیا کہ حد جاری کی جائے یا نہین؟ آپ نے بوجہ متذکرہ بالا اجرائے حد سے منع فرمایا۔

امام صاحب ایک جگہ لکھتے ہین کہ محض تہمت پر کسی کو قید نہ کرنا چاہئے۔ جبتک کہ متہم اپنے دعوے کو ثابت نہ کرے اگر وہ فورًا ثابت کر دے تو خیر۔ ورنہ متہم علیہ کو ضمانت لیکر چہوڑ دینا چاہئے یہانتک کہ متہم تہمت کو ثابت کر دے۔ اگر وہ ثابت نہ کر سکے تو متہم علیہ سے کچہہ تعرض نہ کیا جاویگا۔

امام صاحبؒ لکہتے ہین کہ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین مقدمات حد مین کمال درجہ احتیاط فرماتے تہے۔ یہانتک کہ جب چور پیش کیا جاتا تو چور سے کہتے کہ تم ارتکاب سے انکار کرنا چاہئے تاکہ تمہارا مدعی اپنے دعوے کا کامل ثبوت دے تب حد جاری ہو خود جناب خثیمت مآب (روحی فداہ) کے روبرو ایک چور پیش کیا گیا اور لوگون نے کہا کہ اس نے شملہ چرایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مین تو اسے چور نہین جانتا اور تمہارے کہنے سے بہی اسوقت تک تسلیم نہین کر سکتا جبتک کہ تم اسکا کافی ثبوت نہ دیدو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تو یہانتک اسبارہ مین احتیاط فرماتے تہے کہ محض احتمال پر شاہدون کو دہمکا دیتے کہ خبردار جہوٹ نہ بولنا اور اکثر ایسا ہوا کہ آپکے دہمکانے کے بعد گواہ چلدیتے اور شہادت کا نام تک نہ لیتے۔ اور معلوم ہوجاتا کہ سمہائے بجہائے جعلی گواہ تہے۔

سوچنا چاہئے کہ اسلامی قانون مین کسقدر سلامت روی اور احتیاط کا حکم ہے۔ مگر آج مسلمان ان باتون کو بالکل بہول بسر گئے یہانتک کہ اسی حکم کو قانون یورپ مین دیکہکر اسکی جدت کا یقین رکہتے ہین۔

مذکورہ بالا مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مین ضمانت اور متہم علیہ سے عدم تعرض دونون کے اصول موجود ہین۔ جدید قانون بہی یہی کہتا ہے کہ ایسے جرایم مین ضمانت کا لینا درست ہے۔ اور متہم علیہ کا اقبال قابل اعتبار نہین ہے۔ یہانتک کہ اگر مدعی علیہ اقبال کرنا چاہے تو جج کا فرض ہے کہ اسے اعتراف کے خطرہ سے آگاہ کر دے۔

قانون تعزیرات مین ہے کہ اگر ایک شخص متعدد جرایم کا مرتکب ہو قبل اسکے کہ ایک جرم کی سزا محکمہ مجاز سے اسکے لئے تجویز نہ ہو تمام جرایم کی سزا اسکی بیس سال کی قید با مشقت سے زیادہ نہونی چاہئے۔ اور ایسی صورت پیش آنے پر کسی ایک جرم مین بہی ۲ سال قید با مشقت سے زیادہ سزا نہین دیجا سکتی۔ یہ دفعہ مصر مین حال ہی مین پہونچی ہے اور لوگ اسکو جدید خیال کرتے ہین۔ لیکن مسلمانون مین یہ پہلے سے موجود ہے۔ چنانچہ امام صاحب اسی کتاب مین ایک جگہ لکہتے ہین کہ اگر کوئی کسیکے مان باپ کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونون مسلمان ہون اور تہمت کیصورت پیش آجائے کہ پہلے مان باپ مین سے کسی ایک کو متہم کیا اور ابہی اسکی سزا کا اجرا نہ ہوا تہا کہ دوسرے کو بہی متہم کر دیا تو حد ایک ہی جاری ہوگی۔ ... دونون گویا ... عقوبات کا مبداء دونون جگہہ موجود ہے۔

۳- تمام جدید قانون مین ... کہ جرم کے شروع کرنیکی سزا ... کم ہونی چاہئے کہ جرم کو مجرم پورے طور پر کر چکے یعنی اقدام وارتکاب مین تمیز رکہی گئی ہے۔ اور شرح کے طور پر لکہا گیا ہے کہ چوری اوسوقت تک پوری نہین ہوتی جبتک کہ چور مال مسروقہ کو مکان یا اسکی اصلی جگہ سے الگ نہ کر دے کتاب الخراج مین بہی بعینہٖ یہی ہے چنانچہ لکہا ہے کہ اگر کوئی نقب لگائے اور مکان سے مال باہر نکالنے سے پہلے ہی گرفتار کر لیا جائے تو اس کے ہاتہہ کاٹے نہ جائینگے البتہ ادب اور جسمانی سزا دیجائے یا قید کیا جائے۔ قاضی شعبی کا بہی فتوٰے ہے۔

شریعت مین شخصی حریت کی بہی کافی حفاظت ہے۔ چنانچہ فقہ کا مشہور مسئلہ ہے کہ اگر آزاد کو کوئی بیچے تو بیع باطل ہوگی۔ اور بائع قابل تعزیر ہوگا۔

۴- مصر مین گم شدہ اشیاء اور حیوانات کے متعلق اب قانون جاری ہوا ہے۔ باین مضمون کہ اگر کوئی گم شدہ چیز پائی جائے اور پانیوالا مالک کو نہ پہونچا سکے تو حوالہ پولیس کر دے۔ مالک ایک برس تک وہ چیز لے سکتا ہے اور جانور ہو تو دس دن تک۔ اگر اس اثناء مین مالک طلبگار نہ ہوا تو اسے نیلام کر دیا جائیگا۔ اور اگر کوئی چیز ایک سال تک رکہی رہنے سے بگڑ جانے والی ہے تو حاکم مجاز کی رائے سے جلد نیلام کر دیجائیگی۔ اور اسکی قیمت بعد ادائے مصارف ضروریہ تین سال تک مالک لے سکتا ہے۔ بعد انقضائے مدت مقررہ قیمت مذکور بعد وضع مصارف خزانہ مین داخل کر دی جائے گی۔

قاضی صاحب نے بہی کتاب الخراج مین یہی مسئلہ بڑی تدقیق کے ساتہہ لکہا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ قانون جدید مین یہ دفعہ گم شدہ اشیاء اور حیوانات سے مخصوص ہے اور امام صاحب نے فراری غلام اور کنیز سے متعلق کر کے لکہا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ اسلامی شریعت مین جو احکام فراری غلام و کنیز پر جاری ہونگے وہی گم شدہ اشیاء و حیوانات پر بہی بوجہ مماثلت ہو سکتے ہین۔ امام صاحب لکہتے ہین :-

امام کو چاہئے کسی ثقہ متدین شخص کے یہ کام سپرد کرے کہ وہ ایسے غلامون اور کنیزون کے نام ایک رجسٹر مین بقید سکونت۔ قومیت۔ حلیہ تاریخ فرار و گرفتاری وغیرہ لکہکر قید کر دے۔ اگر ... مہینے تک کوئی اسکا مالک و متلاشی نہ آئے تو قید سے نکالکر بطریق بیع مزید (نیلام) فروخت کر دے۔ اور اسکی قیمت مع ایک یادداشت کے کہ فلان فراری غلام یا کنیز کی قیمت ہے بیت المال مین بہیجدے۔ اگر چہہ مہینے کے اندر اندر ہی مالک آجائے تو رجسٹر مین جسقدر خانے ہین انکے مطابق اس سے سوال کرے اور اسکے جوابونکو اپنی تحریر سے مطابق کرتا جائے۔ اگر اسکا بیان من وعن وہی ہو تو غلام یا کنیز اسکے حوالے کر دے۔ اور اگر غلام کے فروخت ہونیکے بعد مالک آئے اور اسکا بیان بہی رجسٹر کی تحریر سے منطبق ہو جائے تو اسکی قیمت اسکے حوالہ کر دے ذمہ دار کو یہ بہی ضروری ہے کہ بروقت فروخت غلام یا کنیز کی قیمت بہی اپنے رجسٹر مین درج کر لے تاکہ حوالگی قیمت کے وقت زحمت و دقت نہ ہو۔ اور اگر فروخت کے بعد بہی ایک مدت تک مالک نہ آئے اور طلبگار نہو تو قیمت کا مال بیت المال کا جزو ہو جائیگا۔ اور امام وقت حسب مقتضائے مسلمانون کے صلاح و فلاح کے کامون مین اسے صرف کرنیکا مجاز ہوگا۔

۵- اکثر لوگون کا خیال ہے کہ جب سے انجمن حامی حیوانات قایم ہوئی ہے اسیوقت سے حیوانات پر رحم کرنا اور بیرحمی کرنیوالون کو سزا دینا داخل قانون ہوا ہے ورنہ پہلے اسبات کا نام و نشان بہی نہ تہا لیکن درحقیقت ابہی اس انجمن کا سامان گمان بہی نہ تہا کہ اسلام مین یہ رحم و شفقت کا قانون جاری ہو چکا تہا۔ چنانچہ اسی رسالہ مین امام ابو یوسفؒ ہارون رشید رحؒ کو لکہتے ہین کہ آپکو عمر بن عبد العزیز کی پیروی کرنی چاہئے۔ جس نے اپنے زمانہ خلافت مین حکم دیا تہا کہ زمین لوہے کی کیل نہ لگائی جائے اور نہ گہوڑون کو بہاری لگام چڑہائی جائے۔ کیونکہ ان سے بے زبان حیوانون کو تکلیف و ایذا پہونچتی ہے۔

اسوقت ہم انہی مثالون پر اکتفا کرتے ہین مشتے نمونہ از خروارے کافی ہے۔

اگر جنایات سے قطع نظر کر کے کلکڑی یا پولیٹیکل اکانومی کیطرف توجہ کرتے ہین تو بعد از تحقیق ثابت ہوتا ہے کہ متقدمین اسکے بہی اکثر مبادی کو شرح و بسط کے ساتہہ بیان کر چکے ہین۔ مثال کے طور پر ہم چند باتین یہان درج کرتے ہین۔

۱- پولیٹیکل اکانومی کے ماہر کہتے ہین کہ سلطنت کو مختصات تجارت اور عام امور اجتماعیہ مین خود کچہہ دخل نہ دینا چاہئے بلکہ مقتضائے طبیعت کے موافق ان کامون کو چلنے دینا چاہئے۔ امام ابو یوسفؒ اس معاملہ مین بہی ان لوگون سے ہزار برس پہلے گویا گوئے سبقت لے جاچکے ہین۔ انکا بہی بعینہٖ یہی مسلک ہے۔ اور اپنے مسلک کے ثبوت مین سفیان بن عینیہ سے بواسطۂ ایک حسن حدیث بیان کی ہے کہ ایکدفعہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین قحط پڑا لوگون نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم! آپ نرخ مقرر نہین فرماتے؟ آپنے فرمایا ان اللہ ھو المسعر ان اللہ ھو القابض ان اللہ ھو الباسط وانی واللہ ما اعطیکم شیئا ولا امنعکموہ و لکن انما انا خازن اضع ھذا الامر حیث امرت وانی لارجو ان القی اللہ ولیس احد یطلبنی بمظلمۃ ظلمتھا ایاہ فی نفس ولا دم ولا مال۔

۲- اسی طرح امام صاحب نے مرغزار اور بن وغیرہ کو جنکی حاجت ہر کسی کو ہوتی ہے مشترک الحق مانا ہے۔ چنانچہ لکہتے ہین۔ کہ اگر کسی گانون کے متعلق کوئی مرغزار ہے جہان گانون والے عام طور پر اپنے مویشی چرانے اور لکڑیان جلانیکے لیے لاتے ہین تو انکے مالک انپر ملکیت کے پورے حقوق رکہتے ہین۔ اگر وہ چاہین کہ بیچین تو بیچ سکتے ہین۔ لیکن کسی حالت مین بہی جانورون کے چرانے اور پانی پلانیکو نہین روک سکتے۔ گانون والے بے تامل وہان اپنے جانور چرا سکتے اور پانی پلا سکتے ہین۔ ہان اگر اس زمین کے پانیمین سے کوئی اپنی زراعت کو سیراب کرنا چاہے تو مالک کی اجازت ضرور لیکہے۔ مرغزار کی گہاس اور پانی مین مرغزار کے مالک اور غیر مالک دونون برابر ہین۔ لیکن بن مین سے لکڑیان بغیر اجازت مالک لانا جایز نہین اور اگر کوئی ایسا کرے تو اسپر تاوان عاید ہوگا۔ ہان اگر کوئی شکاری اسمین سے کوئی مچہلی یا طایر شکار کرے تو وہ اسی کا ہے بن کے مالک کا اسمین کوئی حق نہین لیکن اگر مچہلی اسمین مر گئی ہو اور بغیر شکار اسکا ہاتہہ آنا محال ہو تو وہ جبتک شکار نہ کی جائے یا نہ کیگئی ہو اٹہانے والے کیلئے روا نہین۔ اور نہ وہ اُسے بیچ سکتا ہے۔ اور اس بن کا مالک اپنے

بن کے تالاب کی مچھلیاں فروخت کرسکتا ہے بحالیکہ وہ تالاب ہی میں ہون - اس صورت میں غیر شخص ہاتہہ ڈالنے کا مجاز نہ ہوگا -

ان تمام موشگافیون کو دیکھنا چاہیئے کہ قانون کیسی صحیح مبادی پر مبنی ہیں - اور انکی تدوین میں کس دقت نگاہ سے کام لیا گیا ہے - امام صاحب نے جنگل و چراگاہ کی تمام گہاس کو کہرو اگر جمع کرنیسے روکا ہے اسلئے کہ اس سے عام لوگون کو تکلیف پہونچنے کا یقین ہے - آجکل کے مقننونکی بہی یہی رائے ہے -

۳ - امام صاحبؒ نے مال پر ٹیکس لگانے کے لئے بڑی مذمت کی اور لکہا ہے کہ مال پر ٹیکس لگانا مالدارون کو ناحق ستانا ہے - یورپ میں مدت سے اس کا رواج ہے - اور دولت علیہ عثمانیہ نے بہی اس خصوص میں اسکی تقلید کی ہے لیکن دونون جگہ جو اس کے برے نتائج نکلے ہیں وہ کسی سے پوشیدہ نہیں - یہانتک کہ اب یورپ کے بڑے بڑے مدبرون کی رائے ہے کہ یہ ٹیکس ہرگز روا نہیں آپ نے ہارون رشید کو ٹہیکہ دینے سے بہی منع کیا ہے - بایندلیل کہ اگر ٹھیکہ کی رقم خراج سے زیادہ ہے تو خراجگذار و نپر ظلم ہوگا - اور ٹہیکہدار اپنی رقم وصول کر کے رہیگا - اور اگر ٹھیکہ کی رقم زیادہ نہ ہو تب بہی احتمال ہے کہ ٹھیکہدار بدنیتی سے رعایا کو ستائے اور ناواجب حد تک اُن سے روپیہ وصول کرے - اور یہ شرعًا ممنوع ہے - اللہ تعالٰے ظلم و بربادی کو پسند نہیں کرتا اسلئے زمین یا اور کسی چیز کا ٹھیکہ نہ دو -

امام صاحبؒ نے ہارون رشید کو یہ بھی نصیحت کی تہی کہ تمام قلمرو میں عاملون کے کامون اور انکی عادتون کی دیکہہ بہال کے لئے آدمی مقرر کرنے چاہئیں - چنانچہ وہ لکہتے ہیں کہ میری رائے میں آپ ثقہ - دیندار نیز قابل اعتبار آدمی اطراف ملک میں بہیجیں تاکہ وہ آپ کے عاملون کے پوست کندہ حالات دریافت کریں اور دیکہیں کہ رعایا کے ساتہہ کیسا برتاؤ کرتے ہیں - اور وصول خراج میں ظلم و زیادتی سے تو کام نہیں لیتے ؟ تاکہ جب آپکو ان معتبر لوگون کے ذریعہ سے عمال کا حال اور انکی زیادتیان معلوم ہوجائیں تو آپ انسداد کر سکیں - میرے نزدیک ایسے عاملون کو ایسی سزا دیجائے کہ جو دوسرون کے لئے باعث عبرت ہو اور انہیں ایسا کرنے کی پہر کبہی جرأت ہی نہ ہو ورحق واجب سے زیادہ وصول نہ کریں - اگر ایک عامل کے ساتہہ بہی رعایت کیگئی تو اور بہی سمجہہ لینگے کہ جو ایک کے لئے جائز سمجہا گیا ہے وہی ہمارے لئے بہی جائز ہے اور ہم سے بہی کچہہ باز پرس نہ ہوگی - برخلاف اسکے اگر ایک کو بہی سزا ملگئی تو دوسرے بہی ڈر جائینگے - اور سمجہیں گے کہ اگر ہم نے ظلم و زیادتی کی تو ہمارا بہی یہی حال ہوگا اور جب کسی عامل کی بدنیتی اور زیادتی ثابت ہوجائے تو بعد سزا اُسے پہر کسی عمل پر ہرگز مقرر نہ کرنا چاہیئے -

۴ - چونگی کے متعلق بہی اسی کتاب میں امام صاحبؒ لکہتے ہیں کہ اس کام پر خداترس اور ایماندار و نیک کردار لوگون کو مقرر کرنا کہ جو چونگی اور عشر میں زیادتی نہ کریں اور مقرر کرنے کے بعد انکے حال سے غافل نہ ہونا چاہیئے - انکے اعمال و افعال کی بہی پوری خبر رکہئے اور انکے کام کاج کی پڑتال کیلئے اور معتبر تر آدمی متعین کیجئے تاکہ اگر وہ جادۂ اعتدال سے قدم باہر رکہیں تو آپ کو فورًا اطلاع ہوجائے اور سزا دیسکیں - ایسے لوگون کو کافی سزا دیجئے تاکہ ان کے ہمسرون کو زیادتی اور خیانت کا حوصلہ نہ ہو - اور جو لوگ امانت و دیانت سے کام کریں اُن کا ترقی اور احسان و اکرام سے حوصلہ بڑہانا چاہیئے -

۵ - امام صاحبؒ نے اس کتاب میں یہ بہی لکہا ہے کہ چنگی کے معاملہ میں غیر قومون اور غیر مذہب والون کے ساتہہ کیا اور کیسا سلوک کرنا چاہیئے ؟ اسبارہ میں بہی آپ نے وہی اصول اختیار کیا ہے جو اس زمانہ میں تجارتی معاہدون کا اصول ہے - یعنی مساوات کا حکم دیا - اور سندًا لکہا ہے کہ ایک دفعہ ابو موسٰی اشعری نے خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکہا کہ جب ہمارے مسلمان تاجر دارالحرب میں بغرض تجارت جاتے ہیں تو دارالحرب والے اُن سے عشر لیتے ہیں - ہمیں کیا کرنا چاہیئے ؟ آپ نے جواب میں لکہا کہ جیسا کہ وہ مسلمان تاجرون سے کرتے ہیں وہی تم بہی کرو اور اون سے عشر لیا کرو -

قانون جنگ کو دیکہو تو وہ بہی ہماری کتابون میں انہی اصول و قواعد کے ساتہہ موجود ہے جو اس زمانہ میں دُوَل عالم کا متفق علیہ ہیں - چنانچہ امام صاحبؒ اسی کتاب میں لکہتے ہیں کہ لڑائی میں سنگدلی اور غدر سے پرہیز کرنا چاہیئے - سندًا لکہتے ہیں کہ جب رسولخدا امراء کو غزا کے لئے بہیجتے تو نصیحت فرماتے کہ اللہ سے ڈرو - مسلمانون کے ساتہہ اچہا سلوک کرو - اللہ کا نام لیکر غزا کرو - اور کافرون پر تلوار اُٹہاؤ - سنگدل نہ بنو اور بیوفائی نہ کرو - بچون اور عورتون کو قتل نہ کرو لیثؒ نے مجاہد سے حدیث بیان کی ہے کہ جناب ختمیت مآبؐ (روحی فداہ) نے فرمایا ہے

لا تقتل فی الحرب الصبی ولا المرأة ولا الشیخ الفانی -

اسکے بعد امام صاحب لکہتے ہیں کہ دشمن کے شہر میں آگ لگانا اور بغیر ضرورت پہلدار درخت اور نخل کو کاٹنا نہایت بُرا ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیئے - جاننے والے جانتے ہیں کہ یہ باتیں دُوَل عالم کے جدید نہ پاس شدہ قانون کے موافق ہیں - انمیں اسمیں سر مو تفاوت نہیں -

۶ - امام صاحب اسی کتاب میں قواعد جنگ کا ذکر کرتے ہوئے لکہتے ہیں کہ جنگ صفین کے دن جناب علی کرم اللہ وجہہ کے پاس فریق ثانی میں سے جو شخص قید ہوکر آتا تہا آپ اُس سے گہوڑا اور سلاح اور یہ عہد لے لیتے تہے کہ جنگ میں واپس نہ آئیگا - اور چہوڑ دیتے تہے - (جیساکہ جاپانیون نے پورٹ آرتہر کے قیدیون کے ساتہہ کیا) آپ کو قیدیون کا قتل کرنا نہایت مکروہ معلوم ہوتا تہا - چنانچہ میدان جمل میں جسدن لڑائی ہوئی آپ نے پکار کر کہدیا کہ بہاگنے والے کا تعاقب نہ کرو - اور نہ زخمی کے پیچہے پڑو اور نہ قیدیون کو قتل کرو - اور جو شخص اپنا دروازہ بند کر کے بیٹہہ رہے اُسے امان ہے اور جو ہتہیار ڈالدے وہ بہی ہماری طرف سے امن میں ہے اور ایسے لوگون کے مال و متاع پر بہی ہمارے ساتہی ہاتہہ نہ ڈالیں -

۷ - آجکل اخبارات لکہتے ہیں کہ عورتیں زخمون کے علاج معالجہ کے لئے میدان جنگ میں جاتی ہیں اور مسلمان ہیں کہ اس امر کو نہایت ہی عجیب و غریب سمجہتے ہیں حالانکہ ابتداء اسلام کے زمانہ میں مسلمان عورتیں بکثرت اسی غرض سے میدان جنگ میں شریک ہوتی تہیں اور مریضون اور زخمیون کی مرہم پٹی اور دوا درمن کرتی تہیں - اور انکو غنیمت میں سے حصہ دیا جاتا تہا اب خیال کرنا چاہیئے کہ اوس زمانہ کی مسلمان عورتون اور آجکل کی عورتون میں کتنا بڑا فرق ہے - کیا اب بہی کسی میں یہ ہمت اور شجاعت ہے کہ اپنے عزیزون کے ساتہہ میدان جنگ میں جاکر مریضون اور زخمیون کی خدمت کرے -

۸ - جنگ کے زمانہ میں مسلمان ایک شخص کے ساختہ پرداختہ کی برابر سمجہتے تہے - جو ایک کر گزرتا تہا دوسرے ہرگز اسکے خلاف نہ کرتے تہے - اگر ایک کسی کو پناہ دیدیتا تو دوسرے بہی اسکے عہد کی پاسداری کرتے یہانتک کہ اگر عورتیں بہی کچہہ کہہ گذرتیں تو سب ان کی بات کو پورا کرتے اور اپنی ایک بہن کی دل آزاری جائز رکہتے تہے اسی قسم کی اور بہت سی باتیں امام صاحب نے اپنے اس چہوٹے سے رسالہ میں درج کی ہیں -

ناظرین ! جو کچہہ ہم نے بیان کیا یہ سمندر میں سے ایک قطرہ کی برابر بہی نہیں - پس اس سے معلوم ہوسکتا ہے کہ فضلائے اسلام نے قواعد فقہیّہ کے استنباط میں کیسی کیسی موشگافیان کی ہیں باوجودیکہ ۱۲ سو برس گذر چکے لیکن ابہی تک انکے اختیار کردہ اصول مبادی میں بال برابر فرق نہیں آیا - اور پہر جو بات اختیار کی ایسے اصول پر قائم ہار کی جو نوع انسانی کی فلاح و صلاح کا ذمہ وار ہے اور یہ باتیں بہت بڑی دلیل ہیں اسبات کی وہ شریعت جس سے ایسے مسائل استنباط ہوئے ضرور من جانب اللہ ہے - اور آج جو آئین و قوانین یورپ کے تمدن اور ترقی کا باعث ہو رہے ہیں وہ بہی سب اسی شریعت حقہ سے ماخوذ ہیں - ہم نے جن موتیون کو کنکر سمجہکر اپنے ہاتہہ سے پہینکدیا - یورپ نے بکمال دانشمندی اُنہیں اُٹہا لیا - اسلئے آج اسکا ستارۂ اقبال اوج کمال پر ہے - اور ہم ذلت و خواری میں پڑے ہیں -

اے مسلمانو ! اب بہی کچہہ نہیں گیا ہے - اپنی شریعت کی پابندی کرو - اور جو باتیں فی الواقع اس زمانہ میں بمقتضائے وقت نئی نکلی ہیں اور تم اون سے فائدہ اُٹہا سکتے ہو انہیں بہی بے تامل اختیار کرلو - اس کوئی حرج نہیں ہے - کیونکہ شریعت بدعت فی الدین کو منع کرتی ہے - نہ کہ دنیاوی معاملات میں غیرون سے مستفید ہونے کو - قوم اور مذہب کی غیرت ایسی بُری چیز نہیں ہے جیسی کہ سمجہی جاتی ہے - لیکن شریعت اسلام کو بے سوچے سمجہے بُرا کہنا اور اوس کے اصول و مبادی کو موجودہ زمانہ کے خلاف بتانا بہی کوئی عقلمندی کی بات نہیں ہے اگر تم شریعت کی پابند رہکر ترقی کرنا چاہو تو تم کو غیر قومون سے بہت ہی کم معنوی قرض لینا پڑیگا - اور شریعت کو چہوڑ کر نیا راستہ نکالنا چاہتے ہو تو یاد رکہو کہ کبہی فلاح نہ پاؤگے +

درخواست نکاح

۱ - قاضی شاہ دین صاحب نمبردار و جاگیردار ماہل پور قریشی النسب ہیں احمدی سلسلہ میں شادی کرنیکے خواہشمند ہیں آمدنی معقول ہے - عمر تیس اور چالیس کے درمیان پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس بیوی سے اولاد بہی ہے - پرانے رشتہ دارون میں شادی نہیں کرنا چاہتے -

۲ - سید علی بخش صاحب احمدی ماہل پور درزی کا کام کرتے ہیں پچیس روپیہ ماہوار آمدنی ہے عمر بیس اور تیس کے درمیان ہے -

۳ - منشی عبدالرحمن صاحب مدرس ڈیرہ غازیخان مستوطن تونسہ تحصیل سنگھڑ احمدی ہیں - احمدیون ہی میں شادی کرنا چاہتے ہیں عمر تیس سال کے قریب پہلی بیوی فوت ہوچکی ہے اس سے دو لڑکے آٹہ اور چار سال کی عمر کے ہیں دس روپیہ ماہوار تنخواہ ہے اور دو سو کنال اراضی کے مالک ہیں -

جو احمدی صاحب مندرجہ بالا اصحاب سے تعلق پیدا کرنا چاہیں وہ ایڈیٹر الحکم کی معرفت جواب طلب امور کے متعلق دریافت کرسکتے ہیں -

مراسلت

ایک نیا معترض

۳- جون کے روزانہ پیسہ اخبار کے اڈیٹوریل کالم مین حضرت مرزا صاحب کی زلزلہ والی پیشگوئی پر ایک نوٹ لکھا گیا ہے کہ " جو لوگ زلزلہ کی پیشگوئی کر کے خلق خدا کو پریشان کرتے ہین وہ تخویف مجرمانہ کے مرتکب ہین "

ہم دعوے سے کہتے ہین کہ یہ نوٹ منشی محبوب عالم صاحب کا اپنا لکھا ہوا نہین ہے کیونکہ اس نوٹ کو غور سے پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکا راقم صحیح النظری سے بالکل محروم ہے ورنہ وہ دوسرے پیشگوئی کرنیوالون کو الگ رکہکر حضرت اقدس کے اشتہارات کے اقتباسات (جنکی وجوہات پر یہ پیشگوئی کیگئی ہے اور جو اُس کے صحیح النظر نہ ہونیکی وجہ سے پوشیدہ رہ گئی ہین) کے اندراج سے پہلو تہی نہ کرتا افسوس کہ معترض نے تخویف مجرمانہ کی کوئی تشریح نہین کی - اگر وہ اعتراض کرنے سے پہلے حضرۃ حجۃ اللہ کے اشتہارات تو ایک خدا ترس دل لیکر پڑھ لیتا تو کبھی بھی اسکو ایسا نوٹ لکھنے کی جرأت نہ ہوتی ہان اسبات کی جوابدہی اُسی راقم نوٹ کے ذمہ ہے جس نے تخویف مجرمانہ کے ایکٹ کو ایک غیر متعلق معاملہ پر چسپان کر کے اوسکی ہئیت اور اصلیت کو بگاڑنا چاہا ہے - ہم معترض کو اسبات کا بھی یقین دلاتے ہین کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے جس اشتہار مین گورنمنٹ عالیہ کو متوجہ کیا ہے اوس کی اشاعت صرف اسی بات کو لئے ہوئے ہے کہ مخالفین کی غلط بیانیون . . کیا جائے ورنہ مخالفین کو چاہیئے کہ اُس اشتہار سے کوئی ایسا فقرہ دکہائین کہ جس مین اُس آنیوالی آفت کی پیشگوئی کو واپس لیا ہو ہان قطعی اور شرطی کے الفاظ سے راقم نوٹ کو جو غلطی لگی ہے وہ اسی کا حصہ تھا شاید وہ اصلاح اعمال کی شرط کو مہمل اور غفلت سے زندگی بسر کرنیکو بہتر سمجھتا ہو معترض صاحب یاد رکہین اور ضرور یاد رکہین کہ انہون نے جو ایک داعی الی اللہ کے الہامات کی تضحیک اور تکذیب کی ہے - اس کا نتیجہ خلق خدا کے حق مین ایک خطرناک نتیجہ ہے جسکی جوابدہی سے معترض صاحب خدا کے سامنے ہرگز بری نہین ہو سکین گے باقی رہا یہ اعتراض (کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہے اسلئے وہ جنگل مین پڑے ہوئے ہین ") جس پر ہمین افسوس سے لکہنا پڑا ہے کہ اگر کسی حادثہ سے قبل از وقت اطلاع پا کر حفظ ما تقدم کے طریق پر عمل کیا جائے تو کیا اوسکا یہ مطلب ہوتا ہے کہ عامل کو اپنے چال چلن پر بھروسہ نہین ہوتا یہ ایک ایسا لچر اور لغو خیال ہے جو کسی دہریہ کے سوائے دوسرا کوئی کر ہی نہین سکتا - بالفرض اگر مان بہی لیا جاے تو پھر معترض کو اپنے حافظ پر زور ڈالکر یہ بتانا پڑیگا کہ حضرت نبیون کا ان (قلنا احمل فیھا من کل زوجین اثنین و اھلک الا من سبق علیہ القول ومن آمن + فاسر باھلک بقطع من اللیل ولا یلتفت منکم احد) آیات مین ذکر کیا گیا ہے وہ (نعوذ باللہ) اپنے چال چلن مین ٹہیک اور ایماندار تھے یا نہین ہم امید کرتے ہین کہ آئندہ معترض اپنی موجودہ حالت کا جو ایک مامور من اللہ کی مخالفت سے یہانتک پہونچی ہے کہ وہ خدا کے پاک نبیون کی بے عیب لائف پر بہی اعتراض کرنے سے نہین چوکا ملاحظہ کر کے جواب الجواب لکہنے کی کوشش نہین کریگا بلکہ خدائے رؤف الرحیم سے یون معافی مانگنی چاہیئے کہ اے خدا چونکہ مین مخالفت کے جوش سے تیری سنت قدیمہ اور تیرے پاک کلام کو مدنظر نہین رکھ سکا اسلئے تو مجھے معاف کر دے -

اخیر پر ہم اڈیٹر صاحب پیسہ اخبار سے ملتمس ہین کہ وہ آئندہ ایسے مبتدیون کی غلط رائون کو اپنے اخبار مین ہرگز جگہ ندین -

راقم ایک احمدی نکتہ رس -

ترجمۃ القرآن

ذیل مین مین اپنے مکرم مخدوم بہائی مولوی سید عبد الرحیم صاحب کٹکی کی مراسلت دربارۂ ترجمۃ القرآن شایع کرتا ہون اس مراسلت مین انہون نے محض اپنے حسن ظن سے چاہا ہے کہ مین اس خدمت کو سر انجام دون -

مین نے اس ضرورت کو آج سے چھ برس بیشتر محسوس کیا تھا اور اتبک یہ ضرورت میرے دل مین کہٹکتی رہتی ہے - اور فی الحقیقت قرآن کریم کے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے + جہانتک قابلیت اور لیاقت کا سوال ہے مین ہرگز ہرگز اپنے آپ کو اس لائق نہین پاتا کہ قرآن مجید کا کوئی ترجمہ شایع کر سکون - تفسیر القرآن جو اس عاجز کی قلم سے نکلی ہے یہہ محض خدا تعالے کے فضل وکرم کا نتیجہ ہے اس لحاظ سے اللہ تعالے کے فضل اور اسکی نوازش کا جب سوال پیش ہوتا ہے تو مین یقین رکہتا ہون کہ اسکی توفیق رفیق حال ہو تو میرے جیسا کم سواد آدمی بہی اس پاک خدمت سے عہدہ بر آ ہو سکتا ہے - اور محض اسی کے فضل وکرم اور اسکی ہی تائید و توفیق پر بھروسہ کر کے مین انشاء اللہ ترجمۃ القرآن کا ایک نمونہ ۳۰- جون ۱۹۰۸ء کے الحکم مین شایع کرونگا - اگر احباب نے مجھے کافی مدد دی تو خدا کے فضل سے کیا بعید ہے یہہ سعادت مجھے حاصل ہو - بہرحال وہ مراسلت یہہ ہے - ایڈیٹر -

ترجمۃ القرآن

ہم بچشم خود دیکھتے اور چوطرف سے یہ آوازین ہمارے کان مین گونج رہی ہین کہ یہان قرآن کا ترجمہ شایع ہوا اور وہان سے تفسیر نکلی - جس طرح اسکے پہلے مسلمانون نے قرآن مجید کو مہجور کر رکہا تہا بحمد للہ آج مسیح موعود کے بابرکت زمانہ مین ہر ایک مسلمان خواہ ہمارا موافق ہو یا مخالف قرآنی آیات و فرقانی استدلالات پر اہتمام کے لئے بڑی مستعدی ظاہر کر رہا ہے - مگر افسوس موافق و مخالف دونون کا مطمع نظر وہی تفاسیر ہین جنکو ایسے ہاتہون نے لکہا کہ جنکے پاس محض روایات و اقوال تفہیم معنے قرآنی کے لئے حکم وقاضی کا حکم رکہتے ہین -

روایت کشون نے جانفشانی کر کے اس قدر انبار کے انبار جمع کر ڈالے جنکے تاریک حجاب مین آیات قرآنی اور احکام ربانی کا نور بالکلیہ مستور ہو گیا ہے) مترجمون اور مفسرون نے اس امر کا خیال ایک ذرہ برابر بہی نہین کیا کہ ہمارا یہ ترجمہ اور ہماری یہ رائے دوسری آیات کے منشاء کے موافق ہے یا مخالف انکو صرف یہ فکر رہی ہے کہ ایک آیات کے تحت مین بہت سے اقوال گو باہم متضاد ہی اکٹھے کر کے وسعت نظر کی داد ناظرین سے لین چونکہ یہ سلسلہ عالیہ احمدیہ اُن تمام رطب ویابس روایات سے دستکش ہو چکا ہے جو بصراحت کتاب مجید کے معارض مین پڑی ہوئی ہین اور اپنے امام آخر الزمان کی ہدایت پر قرآنی فیصلہ کو ہر حال مین مقدم رکہنا چاہتا ہے تو پس ایسی حالت مین اگر . . درست کوئی ترجمہ قرآن اوس کے ہاتہہ مین نہ دیا جاوے اور وہی پُرانا سبق اس کا زیر مشق رہے تو میری رائے مین ہدایات امام علیہ السلام کی پوری اطاعت اور اسپر استقامت کا دعوے سراسر دعوے بے دلیل ہے - اور امین اور غیر وہ مین . . یہ الا نقیا زمن کل وجوہ غیر ممکن خدا گواہ ہے کہ جب اسبات پر غور کرتا ہون کہ ہمارے مخالفون کے ہاتہون مین متعدد قرآن مجید کے تراجم موجود ہین اور ہمارا ہاتہہ اس نعمت الٰہی سے علے العموم تہیدست ہے تو آنکہہ دل کے صدمہ سے متاثر ہو کر آنسو بہانے مین مصروف ہو جاتی ہے - کاش یہ میری درد انگیز صدا کسی دولت مند احمدی بہائی کے کان مین پہونچے اور میرے دینی درد کو اپنا درد محسوس کرے تو کوئی عجب نہین کہ بہت جلد میرے مخدوم جامع علوم حکیم الامۃ عارف قرآن مجاور امام حضرت مولوی نور الدین صاحب بہیروی کا ترجمہ شایع ہو کر احمدی جماعت کے دلون مین سرور اور آنکہون مین نور بخشے - اور بہت شکوک و اوہام کے ازالہ کا باعث ہو - میرا مجروح دل و مضطر قلب ایک اور سہل تجویز کئے بغیر رہ نہین سکتا کہ اگر اخبار الحکم کے فاضل ایڈیٹر اخی شیخ یعقوب علی صاحب ہمارے درد کے درمان کے لئے تہوڑی سی تکلیف گوارہ فرماوین اس مبارک کام کو انشاء اللہ شروع کر دین تو غالبًا ہماری آرزو کی کشتی آج نہین تو کل ساحل مقصود تک پہونچ سکتی ہے -

الراقم

عاجز سید عبد الرحیم کٹکی نزیل حیدر آباد -

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خبرین

کاٹھہ گڑھ ضلع ہوشیار پور مین برادرم عبد السلام کی شادی کی تقریب پر چودہری حسین خانصاحب نے عام تبلیغ اور پرانی اور بیہودہ رسمون کے استیصال کی نیت اور غرض سے جالندہر اور ہوشیار پور کے ضلع کی احمدی جماعتون کو دعوت دی تہی اور قادیان - وزیر آباد - سیالکوٹ - دہرم کوٹ بگہ سے بہی چند احباب کو تبلیغ اور تحریک کے لئے بلایا تہا - اسی تقریب پر ایڈیٹر الحکم بہی کاٹھہ گڑھ حاضر ہوا تہا - خدا تعالے کا شکر ہے کہ یہہ مجمع نہایت مبارک مجمع ثابت ہوا کہ اس موقعہ پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے سلسلہ کی اشاعت کی گئی - رشتہ داریون اور ناطون کو احمدی قوم ہی مین محدود کرنے کے لئے پرزور تحریک ہوئی جسپر کاربند ہونے کا احباب نے اعتراف کیا - چونکہ راجپوت قوم مین بدقسمتی سے بیوگان کے نکاح کو معیوب سمجہا جاتا تہا اسکے خلاف اقرار کیا گیا کہ اس سلسلہ کو جاری کیا جاوے - اور حصص وراثت مین جو لڑکیون کو خلاف شرع محروم کیا گیا ہے اسی دستور کو اٹہا کر حصص دئے جاوین خدا تعالے کا بڑا ہی احسان ہے کہ ایسے مبارک امور کے اجراء کی تحریک اس تقریب پر ہوئی + چودہری حسین خانصاحب اور چودہری غلام احمد خانصاحب جو دونون احمدی ہین اور کسی وجہ سے انمین پرانی نزاع چلی آتی تہی - محض خدا تعالے کی رضا حاصل کرنیکے لئے دونو بہائی گلے مل گئے اور نہایت فراخدلی اور شرح صدر کے ساتہہ باہم عفو تقصیر کر دیا - اس اتفاق سے احمدی جماعت کاٹھہ گڑھ کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے اس لئے کہ چودہری غلام احمد خان صاحب اپنے ضلع مین ایک نہایت سرکردہ رئیس ہین خدا تعالے اس اتفاق کو بہت ہی بابرکت کرے کسی قدر تفصیل سے اس شادی کے حالات پھر لکہون گا مین دونون بہائیون کو اور کاٹھہ گڑھ کی جماعت کو خصوصیت سے مبارکباد دیتا ہون -

مولوی حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بہی اس تقریب پر مدعو ہوئے تہے حافظ صاحب بہت جلد واپس آنا چاہتے تہے لیکن جماعت کاٹھہ گڑھ اور دوسری جماعتون